International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 27- 46

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اولڈ ایج ہومز: مغربی تصور، تاریخ اور والدین کی عزت وتکریم کا تجزیہ

Old Age Homes in the Light of Islamic Teachings: Western Concepts, History, and Contemporary Challenges

Batool Zahra
Ph D Scholar, Islamic Studies,
National University of Modern Languages, Islamabad.
Prof Dr Mustafeez Ahmad Alvi
Professor, Islamic Studies,
National University of Modern Languages, Islamabad

Abstract

In contemporary society, the practice of sending elderly parents to old age homes or evicting them as a burden has become increasingly common. This trend reflects a shift in attitudes where some individuals believe that by placing their parents in such institutions, they are absolved of their caregiving responsibilities. Old age homes are often perceived as necessary facilities, but they inadvertently suggest that the elderly are a burden to their families, highlighting a decline in traditional family structures. This phenomenon contrasts sharply with Islamic teachings, which emphasize the respect, care, and responsibility owed to parents. The Quran and Hadith outline explicit guidelines for honoring and supporting one's parents, underscoring the familial obligations that transcend modern conveniences or societal pressures. The history of old age homes, particularly in Western contexts, reveals an evolution from almshouses to more structured facilities, driven by changing social and economic conditions. Initially, almshouses provided shelter for the poor and sick, but as societies industrialized and family dynamics shifted, the need for such institutions grew. The contemporary model of old age homes reflects these historical developments but raises significant challenges, including the erosion of familial bonds and the cultural implications of institutionalizing elder care. This paper aims to explore the concept of old age homes from an Islamic perspective, contrasting it with Western practices and historical developments. It seeks to highlight the importance of upholding Islamic principles regarding elder care and address the contemporary challenges faced by both individuals and societies in reconciling these differing approaches.

Keywords: Old Age Homes, Islamic Teachings, Western Concepts, Elder Care, Family Dynamics

CC BY

تعارف موضوع

عصر حاضر میں بزرگ والدین کو اولڈ ایج ہومز میں بھیجنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، جو کہ ایک تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے جہاں بعض افراد سمجھتے ہیں کہ والدین کو ایسے اداروں میں جگہ دے کر وہ اپنی دیکھ بھال کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اولڈ ایج ہومز کو عموماً ضروری ادارے کے طور پر دیکھا جاتا ہے، لیکن یہ حقیقت میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بزرگ خاندانوں کے لیے بوجھ بن گئے ہیں، جو کہ روایتی خاندانی ڈھانچے کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہیں اور والدین کے احترام، دیکھ بھال، اور ذمہ داری کو بہت اہمیت دیتی ہیں۔ قرآن اور حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی واضح ہدایات دی گئی ہیں، جو کہ ان خانوادگیک ذمہ داریوں کو اجاگر کرتی ہیں جو جدید سہولتوں یا سماجی دباؤ سے بالاتر ہیں۔ اولڈ ایج ہومز کی تاریخ، خاص طور پر مغربی سیاق وسباق میں، یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ ادارے ابتدا میں غربت اور بیماری میں پناہ دینے والے اداروں کے طور پر تھے۔ جیسے جیسے معاشرت صنعتی ہوئی اور خاندانی روابط میں تبدیلی آئی، ان اداروں کی ضرورت بڑھ گئی۔ موجودہ ماڈل ان تاریخی ترقیات کو عکاسی کرتا ہے لیکن اہم چیلنجز بھی پیش کرتا ہے، بشمول خاندانی روابط کی کمی اور بزرگوں کی دیکھ بھال کے اداروں کی ثقافتی اہمیت۔ یہ مقالہ اسلامی نقطہ نظر سے اولڈ ایج ہومز کے تصور کو جانچنے کی کوشش کرتا ہے، مغربی طریقوں اور تاریخی ترقیات کے ساتھ موازنہ کرتا ہے۔ اس کا مقصد اسلامی اصولوں کے مطابق بزرگوں کی دیکھ بھال کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور ان چیلنجز کا حل پیش کرنا ہے جن کا سامنا افراد اور معاشرتوں کو مختلف طریقوں کے درمیان ہم آہنگی کرنے میں ہوتا ہے۔

اولڈ ایج ہومز: مغربی تصور اور تاریخ

برٹش کولمبیا میں اولڈ ایج ہومز کی تاریخ: ایک ارتقائی داستان

اولڈ ایج ہوم کا تصور مغربی تصور ہے اور اولڈ ایج ہوم سے مراد وہ جگہ جہاں بوڑھے افراد کی دیکھ بھال کی جائے اور انکا خیال رکھا جائے۔ almshouses، old age homes کی جدید شکل ہے۔ یعنی almshouses کی ارتقائی صورت old age home ہیں۔

> The History of old age homes in British Columbia underscores the fact that the old age home, like most other institution is an evolving narrative,a story with a shifting plot.[1]

برٹش کولمبیا میں old age home کی تاریخ اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ اولڈ ایج ہاؤس، دوسرے دوسرے اداروں کی طرح، ایک ارتقائی داستان ہے، جس میں ایک داستان بدل رہی ہے۔

سوشل سیکیورٹی ایکٹ اور اولڈ ایج ہومز

> The regulations within the Social Security Act limited OAA payments to private old age homes as opposed to almshouses,and thus paved the way for the disappearance of the almshouses.[2]

سوشل سیکیورٹی ایکٹ لمیٹڈ OAA کے قواعد و ضوابط کے تحت نجی old age home کو almshouses کے برخلاف ادائیگی کی گئی جو کہ almshouses کے ناپید ہونے کا سبب بنا۔

Almshouses, termed poorhouses in Scotland and workhouses in England .They are institutions for the benefit of the sick and poor.In London, almshouses were established in the reign of William and Mary, and in Ireland in 1838. [3]

Almshouses، Scotland میں poorhouses اور England میں workhouses کے طور پر کام کرنے لگے۔ یہ ادارے غریب اور بیمار لوگوں کی سہولت کے لیے کام کرتے تھے۔ لندن میں Almshouses، William اور Mary کے زمانے میں 1838 میں قیام میں آئے تھے۔

old age homes، Almshouses کا بہترین متبادل تھا جیسا کہ the editor نے لکھا۔

For this apparently growing group of needy persons,the editor wrote ,the old age home offered a sensible alternative to the almshouse.[4]

اسی طرح سے مختلف جگہوں پر old age home کا قیام عمل میں آتا رہا۔

The First –old age home in Philadelphia, the Indigent Widows's and Single Women's Society, specifically defined the proper objects of their benevolence.when the home was opened in 1817 to women only,the society declined to accept any applicant who had been born and raised in poverty.[5]

old age homes بنانے کا اصل مقصد غریبوں اور بے سہارا لوگوں کے لیے پناہ گاہ بنانا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اور مغرب میں خاندانی نظام کے ٹوٹ پھوٹ کے شکار ہونے کے بعد خاندان کا مشترکہ سے نکل کر اکائی خاندان میں تبدیل ہو گیا جسکی وجہ سے old age homes میں رہنے والے صرف غریب اور بے سہارا افراد نہیں رہے بلکہ ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہوئے ہیں جن کے پاس مال و دولت اور اولاد ہونے کے باوجود وہ old age homes میں رہنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔اور یہ صنعتی انقلاب کے اثرات میں سے ایک اثر ہے۔ کیونکہ صنعتی انقلاب کے بعد ہی خاندان کے ٹوٹنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ابتداء میں خاندان اکائی خاندان میں تبدیل ہوا اور پھر اس کے بعد لوگوں نے روزگار کی تلاش میں شہروں کا رخ کیا۔ جہاں پر انسان مشین کی طرح کام کرنے لگا اور خاندان کی اہمیت کھوتا چلا گیا۔

سادہ خاندان کا آغاز اور اولڈ ایج ہومز

Early in the twentieth century, there was a move towards the nuclear family, as the younger generation were able to find their own jobs. Cultural stress on the close relationship between husband, wife and children increased, to the exclusion of the waider kin. So small nuclear families developed. The incease in geographical mobility has also been an influence on both the middle and working classes, leading to nuclear-style families.To find work in modern societies, it is necessary to move. The

smaller, nuclear family, with its looser ties to kin, allows people to move more easily[6()] .

"سادہ خاندان" کا آغاز بیسویں صدی کے آغاز سے ہی ہوا۔ جیسے ہی جوان نسل اپنی نوکری کو تلاش کرنے کے قابل ہو جاتی وہ اپنے لیے سادہ خاندان کی طرف جاتے تھے۔ ثقافتی دباؤ دور کے رشتہ داروں کی نسبت نزدیک کے رشتہ داروں جیسے میاں بیوی اور بچوں کے لیے بڑھتا گیا جس کی وجہ سے بھی سادہ خاندان وجود میں آگئے اور جب سادگی کی زندگی کو ترک کر کے عیش و عشرت کے پیچھے چلنے لگے تو مرد اور عورت دونوں کو گھر سے باہر نکلنا پڑا۔ اس طرح سے گھر میں نہ تو بچوں کو کوئی دیکھنے والا رہا اور نہ بزرگوں کا کوئی خیال رکھنے والا بچا جس کے نتیجے میں بزرگوں کو پیسے دے کے old age homes کے سپرد کر دیا گیا اور بچوں کو ماسیوں اور ڈے کیر کے حوالے کیا گیا۔ اس طرح کے ماحول میں پلنے والے بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ بھی اپنے والدین کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔

بیسویں صدی میں خاندان سمٹ کر رہ گیا ہے، یہ والدین اور بچوں تک محدود ہوتا ہے اور جب بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو والدین سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد زندگی شروع کر دیتے ہیں۔[(7)]

اب یہ ایک سلسلہ نکل پڑا اور نہ صرف مغربی ممالک میں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی old age homes کے تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور آئے دن اولاد کا والدین کو گھر سے نکالنے کے واقعات خبروں کی زینت بن رہی ہیں۔

والدین کو اولڈ ایج ہوم بھجوانے کی وجوہات

* دنیا مکافات عمل ہے انسان یہاں پر جو کرتا ہے وہ اس کے سامنے آکے رہتا ہے۔ اولڈ ایج ہوم کا تصور مغرب سے آیا ہے اور مغرب میں یہ نظام خاندانی نظام کے توڑ پھوڑ سے شروع ہوا ہے۔ مغرب میں خاندانی نظام کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ والدین اپنے بچوں کے ساتھ جو کرتے ہیں وہی بڑھاپے میں بچے والدین کے ساتھ کرتے ہیں۔ جس طرح بچپن میں والدین بچوں کو ڈے کیئر کے حوالے کر دیتے ہیں اور جوانی میں گھر سے نکال دیتے ہیں اسی طرح بچے بھی والدین کو ان کے بڑھاپے میں اولڈ ایج ہومز کے حوالے کر دیتے ہیں۔
* پاکستان میں بھی اولڈ ایج ہوم کا تصور بڑھ رہا ہے اور اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ ہمارا معاشرہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور مغربی نظام کی طرح یہاں پر خاندانی نظام کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ اور اس کی بنیادی وجہ ایک تو یہی ہے کہ والدین بچوں میں وہ اقدار جو ایک اسلامی معاشرے کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی تھیں منتقل نہیں کر پا رہے ہیں۔ بچے والدین کے نگرانی سے نکل کر ماسی اور آیاؤں کے سپرد ہو گئے ہیں۔ اور یہ سب کچھ جان بوجھ کے نہیں ہو رہا ہے بلکہ اولاد کی پرورش اور انکی تعلیم اور زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ماں باپ دونوں کو گھر سے باہر نکل کر بچوں کو کسی اور کے حوالے کرنا پڑتا ہے اگرچہ اس کے بدلے لینے کے دینے پڑتے ہیں۔ لیکن والدین مجبور ہیں کہ اپنے بچوں کی مادی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دونوں ہی باہر نکلے اس طرح بچے کی روحانی تربیت نہیں ہو پاتی۔ جو پیار اور محبت اس عمر میں بچے کو والدین سے چاہئے ہوتا ہے وہ پیار انھیں والدین کی مصروفیت کی وجہ سے نہیں ملتا جس کی وجہ سے بچے احساس محرومی اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض والدین اپنے

بچوں کو بلاوجہ مارتے ہیں اور کسی اور کا غصہ بلاوجہ اپنے بچوں پہ نکالتے ہیں اور جب بچے جوان ہو جائیں اور ان کی بات بہ بات تذلیل کی جائے تو ایسے بچے باغی ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسے بچے اپنے والدین سے بدلہ ان کے بڑھاپے میں لیتے ہیں۔ پس والدین کو اپنے بچوں کی تربیت اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پہ کرنا چاہیے اور والدین کے حقوق و فرائض اور بڑوں کے ساتھ ادب و احترام کو انکے تربیت کا حصہ بنا دینا چاہیے۔

* والدین کو اولڈ ایج ہوم میں سپرد کرنے کے وجوہات میں سے ایک وجہ بچوں اور والدین کے درمیان سوچ اور خیالات کے ہم آہنگ نہ ہونا بھی ہے۔ یعنی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ والدین ایک بات کہتے ہیں جو بچوں کو اچھی نہیں لگتی اسی طرح بچوں کے خیالات سے والدین متفق نہیں ہوتے، اس طرح کی نااتفاقی کی بدولت گھر میں والدین اور بچوں کے درمیان ناچاقی رہتی ہے اور بعض اوقات بچے اس کو والدین کی بیجا مداخلت تصور کرتے ہیں اور ان کو اولڈ ایج ہوم چھوڑ آتے ہیں۔ ان حالات میں اولاد کو سوچنا چاہیے کہ یہ وہی والدین ہیں جنھوں نے اس کی پرورش کی ہے اسے چلنا اور بولنا سکھایا ہے اور اپنا سب کچھ اولاد پہ لٹا دیا ہے۔

* اولاد کی مصروفیات بھی والدین کو اولڈ ایج ہوم میں چھوڑنے کا باعث بن رہا ہے۔ ایک طرف سے مہنگائی اور دوسری طرف سے انسان کی ضروریات کا بے تحاشہ اضافہ اس چیز کا باعث بن رہی کہ میاں بیوی دونوں اپنے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلے اور اس دوران گھر میں موجود والدین کی دیکھ بھال کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا ہے تو ایسے والدین کو بھی اولڈ ایج ہوم بھیج دیا جاتا ہے۔[8]

اولڈ ایج ہوم کے معاشرے پر اثرات

* جن گھروں کے والدین کو اولڈ ایج ہوم کی سپرد کر دیا جاتا ہے وہاں ان کے بچے کسی بڑے کی نگرانی سے آزاد ہو جاتے ہیں اور پھر ان کے دل میں جو آئے کرتے رہتے ہیں ان کو کوئی روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔

* والدین اللہ کی طرف سے عظیم نعمت ہے اور یہ آنے والی نسل کے لیے سرمایا ہے۔ نئی نسل اپنے بزرگوں سے ہی اپنی تہذیب و ثقافت سے آشنا ہوتی ہے۔ والدین کو مغرب کی پیروی میں اولڈ ایج ہوم کے سپرد کر دیا جائے گا تو نئی نسل اپنی تہذیب و ثقافت سے ناآشنا اس بات کے منتظر ہو گی کہ کب ان کو موقع ملے تو وہ بھی اپنے والدین کو اولڈ ایج ہوم کے سپرد کر کے تھوڑی بہت پابندی ہے اس سے بھی آزاد ہو جائیں۔

* والدین اور اولاد کی محبت فطری ہے اس جذبے کو زور اور زبردستی ختم کرنے کی کوشش کیا جائے تو انسان نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔ والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیجنے کی وجہ سے نہ صرف والدین نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں بلکہ اولاد بھی احساس جرم کا شکار ہو کر مختلف نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتی ہیں۔

* پس اولڈ ایج ہومز کے ان اثرات سے بچنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ والدین ہی وہ ہستیاں ہیں جو اولاد کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہیں اور اپنی اولاد کو پروان چڑھاتے ہیں اور اسے اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کے قابل بناتے ہیں ساتھ ہی اپنی ساری ہستی کو اپنے اولاد کے لیے مٹا دیتے ہیں۔ اس لئے اولاد جب جوان ہو جائے تو ان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ کم از کم اپنی ہستی نہ سہی تو اپنا ٹائم ہی اپنے والدین کو دے دیں۔[9]

اسلام میں والدین کی عزت و تکریم

اسلام میں اولڈ ایج ہوم کا تصور کہیں بھی نہیں ملتا۔ اسلام والدین کی عزت اور تکریم کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسلام نے والدین کے حقوق کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کے حق کو اس طرح بیان کیا ہے۔

﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ (10)

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ ابن کثیر اس طرح لکھتے ہیں:

"اس آیت میں قَضَى معنی حکم فرمانے کے ہیں تاکیدی حکم جو کبھی ٹلنے والا نہیں یہ ہے کہ عبادت اللہ ہی کی ہو اور والدین کی اطاعت میں سر مو فرق نہ آئے۔ خصوصاً بڑھاپے کے زمانے میں ان کا پور ادب کرنا، کوئی بری بات زبان سے نہ نکالنا یہاں تک کہ ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا نہ کوئی ایسا کام کرنا جو انھیں برا معلوم ہو، اپنا ہاتھ ان کی طرف بے ادبی سے نہ بڑھانا بلکہ ادب عزت اور احترام کے ساتھ ان سے بات چیت کرنا، نرمی اور تہذیب سے گفتگو کرنا، ان کی رضامندی کے کام کرنا، دکھ نہ دینا، ستانا نہیں ان کے سامنے تواضع، عاجزی، فروتنی اور خاکساری سے رہنا، ان کے لیے ان کے بڑھاپے میں ان کے انتقال کے بعد دعائیں کرتے رہنا چاہیے"(11)

پس اللہ نے اپنے حق کے بعد جس حق کا ذکر اس آیت میں کیا ہے وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے اور متعدد آیات میں تاکید کیا گیا ہے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (12)

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (13)

یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (14)

اے محمد ﷺ! ان سے کہو کہ آؤ میں تمھیں سناوں تمھارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں، یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک حسن سلوک کرو۔

آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے، وہ یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ قرآن نے بار بار والدین کے حقوق کا تذکرہ کر کے

اولاد کو یاد دہانی کرادی ہے کہ وہ اپنے جوانی کے جوش میں والدین کو فراموش نہ کریں کیونکہ والدین نے اپنے وجود کو مٹا کر اولاد کو جوان کیا ہوتا ہے۔ چونکہ اولاد کی محبت والدین کی فطرت کا حصہ ہے تو جب بچے جوان ہوتے ہیں اور شادی کر لیتے ہیں تو ان کی ساری توجہ اپنی اولاد کی طرف ہوتی ہے اور والدین کو بھول جاتے ہیں اس حوالے سے سید قطب فی ظلال القرآن میں کہتے ہیں:

ہر انسان پیچھے والدین کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے آگے اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے ۔اگلی نسل کی فکر سب کو ہوتی ہے، کم لوگ ہوتے ہیں جو پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں والد اور والدہ اور گزرنے والوں کی طرف توجہ کم لوگوں کی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ والدین اور جانے والی نسل کی بابت اولاد کے وجدان اور شعور کو جگایا جائے تا کہ وہ پیچھے دیکھ کر والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں۔(15)

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے جتنا والدین کے حقوق پورا کرنے پہ زور دیا ہے وہ کسی اور کے حقوق کے حوالے سے نہیں دیا ہے۔ تا کہ اولاد اپنے والدین کو اپنی جوانی اور اپنے بچوں میں مگن ہو کر اولڈ ایج ہاؤسز کے سپرد نہ کریں۔ بلکہ دل و جان سے اپنے والدین کی خدمت کریں اور ان کے شکر گزار بنیں کہ انہی کی بدولت سے ان کا وجود دنیا میں آیا اور انہی کی وجہ سے ان کی نشوونما و پرورش ہوئی۔

والدین کو بڑھاپے اولڈ ایج ہوم کے سپرد کرنا تو دور کی بات ہے انھیں اف تک کہنے سے منع کرتا ہے۔ بڑھاپے میں ان کی خدمت کر کے ان سے نرمی سے بات کر کے جنت کمانے کی تلقین کرتا ہے۔

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (16)

اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمھارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا کوئی دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انھیں اف تک نہ کہو، نہ انھیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ جواب دو۔

اف: کسی مکروہ چیز سے دل برداشتگی کا اظہار کرنا(17) نھر: سختی سے جھڑکنا(18) اس آیت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے خاص طور پر جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ ادب اور احترام اور حسن سلوک کا زیادہ خیال رکھنا چاہے، اگرچہ والدین کا احترام ہر عمر اور ہر دور میں کرنا چاہیے لیکن آیت کا مخصوص بڑھاپے میں خیال رکھنے کا حکم اس لیے ہوا ہے کہ بڑھاپے میں والدین اپنی اولاد کی اسی طرح محتاج ہو جاتی ہے جس طرح سے بچپن میں اولاد والدین کے محتاج ہوتی تھی۔ والدین اولاد کو جوان کر کے اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنا دیتی ہے لیکن بعض اوقات یہی اولاد والدین کو خصوصاً جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جاتی ہے تو اپنے لیے بوجھ تصور کرتی ہے اور ان سے جان چھڑانے کی کوشش کرتی ہے۔ جیسا کہ آج کے دور میں مغرب کے دیکھا دیکھی اسلامی معاشروں میں بھی یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ

بوڑھے والدین کو اولڈ ایج ہاوسسز میں بے یار و مدد گار چھوڑ دیا جاتا ہے اور والدین اپنی اولاد کی راہ تکتے اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

قرآن کی یہ آیت مذکورہ وضاحت کے ساتھ اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتی ہے اور حسن سلوک میں اولاد کو گھر سے بے گھر کرنا تو دور کی بات انھیں اف تک کہنے کی ممانعت کرتی ہے اور اف سے مراد دل کی بیزاری کے اظہار کا کلمہ ہے۔ تفسیر جلالین میں اس آیت کے ذیل میں آیا ہے کہ والدین کے سامنے اف یعنی انھیں ہاں سے ہوں بھی نہیں کہنا چاہیے۔[19]

"عن جده،عن ابی عبد الله قال:لو علم الله شیأ ادنیٰ من اُفٍ لنہیٰ عنه وهو من ادنیٰ العقوق ومن ان ینظر الرجل الی والدیه فیحد النظر الیهما"[20]

ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر خدا کے علم میں "اُف" سے کم کوئی کلمہ ہوتا تو وہ اس سے بھی منع کرتا اور نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو غصہ میں گھور کر دیکھے۔

والدین کی عزت و تکریم کے فوائد

خوشنودی خدا کا حصول:

سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا صَاحِبُ، هَذِهِ الدَّارِوَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ:الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ[21]

"ابو عمر شیبانی نے عبد اللہ بن مسعودؓ کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے اس گھر کے مالک نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے وقت میں نماز پڑھنا، ابن مسعود نے کہا اس کے بعد کو سا عمل محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد والدین کی اطاعت کرنا، ابن مسعود نے کہا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا"۔

اسی طرح سنن ترمذی میں روایت ہے کہ والد کی رضا میں اللہ کی رضا ہے اور ان کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ ارشاد ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ[22]

"حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی خوشی میں اور اللہ کا غصہ والد کی ناراضگی میں ہے"۔

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ:

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے سے انسان نہ صرف دنیا میں کامیاب ہو گا بلکہ اس کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ اور والدین سے حسن سلوک اس کے لیے بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي تَوْبَةٌ؟ قَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَبِرَّهَا[23]

"ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! بلا شبہ میں ایک بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا، تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تیری خالہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کے ساتھ نیکی کر (تیرا گناہ معاف ہو جائے گا"۔)

اسی طرح کی حدیث امام سجادؑ سے بھی روایت ہے آپؑ نے فرمایا:

جاء الرجل الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فان عمل قبيح الا قدعملته فهل لى من توبة؟ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم فهل من والديک احد حى ؟قال ابى قال فذهب فبره قال فلما ولى رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كانت امه [24]

"ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کوئی گناہ ایسا نہیں جسے میں نے انجام نہیں دیا ہو کیا اس کے بعد بھی توبہ کا رستہ مجھ پہ کھلا ہے، جو میرے ان گناہوں کو ختم کر دے، آنحضور ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں، جواب دیا فقط باپ زندہ ہے فرمایا جاؤ اور جا کر باپ کی خدمت کرو جب وہ مڑا آنحضور ﷺ نے فرمایا! اے کاش اس کی ماں زندہ ہوتی"۔

عمر میں اضافہ:

قال رسول الله صلي الله عليه وسلم من سره ان يمدله فى عمره و يبسط له فى رزقه فليصل ابويه فان صلتهما من طاعة الله[25]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وسعت رزق اور طول عمر کا خواہش مند ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے کیونکہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا خدا کی عبادت اور اس کی پیروی کرنا ہے"۔

اطاعت ورضائے والدین:

اطاعت والدین کے سلسلے میں ہمیں عمدہ مثال حضرت اسماعیلؑ کی ملتی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا اور حضرت اسماعیلؑ سے بیان کیا تو بلا چون وچرا اپنے والد کے رضا میں راضی ہو گئے۔

﴿قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ[26]

ابراہیمؑ نے اس سے کہا، "بیٹا، میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تو بتا، تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ابا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے، آپ انشاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔

اسی طرح والدین کی خدمت کرنا اللہ کے راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے،

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ "[27]

"حضرت عبداللہ عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تو ان کی خدمت میں رہ تیرے لیے یہی جہاد ہے۔

اسی طرح والدین کی طرف محبت بھری نگاہ حج مقبول کے برابر ہے"۔

قال صلى الله عليه وسلم ما من ولد بار ينظر الى والديه نظر رحمة الا كان له بكل نظرة حجة مبرورة قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم نظر كل يوم مائة مرة قال نعم الله أكبر و اطيب[28]

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں: جو نیک فرزند شفقت و مہربانی سے اپنے ماں باپ کی طرف دیکھتا ہے ایسی ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ دن بھر میں سو مرتبہ بھی دیکھے؟ فرمایا کہ خدا کی عظمت اور اس کا کرم اس سے بھی زیادہ ہے۔

اسلام میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کے لیے کوئی قید نہیں کہ والدین مسلمان ہوں بلکہ اسلام مشرک والدین سے بھی حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً، فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آصِلُهَا؟ قَالَ:نَعَمْ(29)

"ہشام بن عروہ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں جو مسلمان نہیں ہوئی تھی، نبی ﷺ کے زمانے میں آئی تو میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں"۔

اگرچہ یہاں ماں کا نام آیا ہے لیکن اگر یہاں باپ کے لیے پوچھا جاتا تو یقینا آپ ﷺ اسکے لیے بھی ہاں فرمادیتے۔اس لیے یہ حدیث دونوں کے احترام پر دلالت کرتی ہے۔

والدین کی نافرمانی کے نقصانات

گناہ کبیرہ کا ارتکاب:

والدین کی نافرمانی کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ(30)

"حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے"۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ(31)

"عبدالرحمن بن ابو بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں کبیرہ گناہ نہ بتاؤں صحابہ نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا"۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ "(32)

"عبد اللہ بن عمرو نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔"

جنت میں نہ جانے کا سبب:

اس طرح انسان جب والدین کی نافرمانی کرتا ہے تو یہ نافرمانی گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور انسان کو جنت میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اس لیے والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جا سکے گا۔ والد جنت کے دروازے کی چابی ہیں اور جنت میں جانے کے لیے پہلے انکی رضا حاصل کرنا چاہے اور والدین کو ناراض کر کے کوئی اس کو نہیں پا سکتا۔

" قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ البَابَ أَوْ احْفَظْهُ " (33)

حضرت ابو درداء نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"والد جنت کا مرکزی دروازہ ہے، اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم اس دروازے کو ضائع کرو (یعنی اس کو ناراض کر کے جنت سے محروم رہو۔) یا اس کی حفاظت کرو (یعنی اس کی خدمت کے راستے سے جنت میں داخل ہو جاؤ)۔"

اسی طرح سے والدین کی نافرمانی کرنے والے تک جنت کی خشبو تک بھی نہیں پہنچے گی۔

"عن ابی عبداللہ قال: اذا كان هوم القيامة كشف غطاء من اغطية الجنة فوجد ريحها من كانت له روح من مسيرة خمس مائة الا صنف واحد ،قلت :من هم؟ قال العاق لوالده" (34)

فرمایا امام جعفر صادقؑ نے روز قیامت جنت کے پردوں میں سے ایک پردہ ہٹایا جائے گا جس کی وجہ سے ایک جان رکھنے والا پانچ سو برس کی راہ سے اس اسکی خوشبو سونگھ لے گا سوائے ایک گروہ کے۔ راوی نے پوچھا یہ کون لوگ ہوں گے فرمایا والدین کے نافرمان۔

ماں باپ کے نافرمان ہونے کی چھوٹی سی کیفیت یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں کلمہ "اف" زبان سے نکالا جائے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ، کہ ان دونوں کو اف تک نہ کہو۔

لیکن آج کل ماں باپ کے حقوق کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے اسلام جہاں والدین کے لیے اف تک کہنے کو گوارا نہیں کرتا وہاں آج کی اولاد نہ صرف والدین کے آگے زبان درازی کرتی ہے بلکہ بعض اوقات ان پر ہاتھ بھی اٹھاتی ہے ایسی اولاد کے لیے وعید ہے کہ ان کا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا اسی طرح والدین کی طرف غصہ کی نظر ڈالنے والے کی نماز قبول نہیں ہو گی۔ اور جس شخص کی نماز قبول نہیں ہو گی اس کا کوئی بھی نیک عمل قبول نہیں ہو گی۔

"قال الصادق من نظر الى ، ابويه نظر ما قت وهما ظالمان له لم يقبل الله له الصلوٰة" (35)

امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے والدین کے چہروں پر غصہ بھری نگاہ ڈالے اگرچہ انھوں نے اس پر ستم ہی کیوں نہ کیا ہو تو خداوند عالم اس بندے کی نماز قبول نہیں فرماتا۔

اسلام اولاد کو اپنے والدین کی ان کے لیے اٹھائی گئی زحمتوں کو یاد کر کے ان کے احسان کو ماننے اور ان کا شکریہ ادا کرنے پہ زور دیتا ہے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ (36)

"اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا،"۔

وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ سے مراد ماں کا اپنے بچے کو پیٹ میں اٹھانے کی وجہ سے ہر روز اس کی کمزوری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔(37)

والدین کے حق کو جاننے اور انکی فرمانبرداری کرنے پر قرآن نے حضرت یحیٰؑ کی تعریف اس طرح کی ہے۔

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا(38)

اور وہ بڑا پرہیزگار اور اپنے والدین کا حق شناس تھا۔وہ جبار نہ تھا اور نہ نافرمان۔

اسلام بوڑھے والدین کی خدمت کو جہاد کرنے پر ترجیح دیتا ہے۔

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ"(39)

حضرت عبداللہ عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تو ان کی خدمت میں رہ تیرے لیے یہی جہاد ہے۔

اور ان اولاد کی مذمت کی گئی ہے جو ان دونوں کو بڑھاپے میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی خدمت نہیں کرتے ہیں۔

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ»، قِيلَ: مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ:مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ"(40)

"حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ناک خاک آلود ہو گئی پھر ناک خاک آلود ہو گئی پھر ناک خاک آلود ہو گئی عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ کون آدمی ہے

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔"

اولاد کو یہ بات اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ وہ جوان ہو کے جس مقام و مرتبہ کے حامل ہوے ہیں وہ ان کے والدین کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ اگر والدین کی محنت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو کبھی بھی اس مقام و مرتبے پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اولاد جب اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی ہے تو اکثر یہی سوچتی ہے کہ اس مقام کو انھوں نے خود حاصل کر لیا ہے۔ اس مقام تک پہنچنے میں ان کے والدین کا کوئی حصہ نہیں۔ اسی لیے اس طرح کی اولاد اپنی کمائی پہ اپنے والدین کا کوئی حق نہیں سمجھتی اور کہتے ہیں کہ ان کی کمائی ہے جو ان کے جی میں آئے وہ کر سکتے ہیں والدین کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان کی کمائی میں سے لیں یا ان کی کمائی کے خرچ کرنے کے متعلق کوئی مشورہ دیں۔ اگر اس طرح کی اولاد اپنے بارے میں وقت نکال کے سوچیں تو انہیں اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ ان کو وجود میں لے آنے کا سبب ان کے والدین بنے ہیں اور صرف وجود میں نہیں لے آئے بلکہ اپنی زندگی کو اپنی جمع پونجی کو ان کی خوشیوں کے لیے قربان کر دیا ہے

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي، فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ» وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ[41]

"عمرو ابن شعیب، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا باپ میرا مال ہڑپ کر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے اس لئے تم ان کا مال کھاؤ"۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي، فَقَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ»[42]

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا تمام مال ہڑپ کر جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں"۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم دیتا ہے اور اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے بعد ان سے حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے۔ کسی شخص نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ بیٹے پر باپ کا کیا حق ہے؟ فرمایا باپ کا نام نہ لے، راستہ چلنے میں اس کے آگے نہ چلے کسی جگہ باپ کے بیٹھنے سے پہلے نہ بیٹھے اور ایسا کام نہ کرے کہ لوگ اس کی وجہ سے اس کے باپ کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہیں۔[43]

والدہ کے مقام کی اہمیت

اسلام میں والدہ کا خاص مقام ہے ۔اور قرآن مجید نے نہایت عمدہ طریقے سے ماں کے اولاد کے لیے برداشت کیے گئے مشکلات کو بیان کرتا ہے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ (44)

ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔اس کی ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾(45)

ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا،اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔

اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث ہے جس سے ماں کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:ثُمَّ أَبُوكَ "(46)

"حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں، عرض کیا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ"۔

والدین کی اطاعت کی حد بندی

شرک کی دعوت پر اطاعت والدین جائز نہیں:

والدین کی اطاعت کرنا فرض ہے اس وقت تک جب تک وہ کسی خلاف شرع بات کا حکم نہ دے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ﴾ (47)

ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبود) کو شریک ٹھہرائے جسے تو (میرے شریک حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر۔

برائی کی طرف دعوت پر اطاعت جائز نہیں:

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ والدین شرک کی طرف دعوت تو نہیں دیتے لیکن اور بہت سی برائیوں کی طرف جانے انجانے میں اپنے بچوں کو دعوت دیتے ہیں یا برائی کے کام کی ترغیب دلاتے ہیں، جیسا کہ رشوت لینے کی طرف، قطع رحمی کی، جھوٹ بولنے یا غیبت کرنے کی اور اس طرح بچیوں کو بے حجابی کی ترغیب دلاتے ہیں۔ تو ایسے کاموں میں والدین کی اطاعت فرض نہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کو کسی برائی کو انجام دینے کے لیے کہے تو یہاں یہ اولاد کا فرض بنتا ہے کہ وہ والدین کی نافرمانی کریں جیسا کہ اگر بیٹا نماز پڑھنا چاہتا ہو تو والدین اس کو روک دیں کہ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ ابھی زندگی اچھی طرح گزار و جب عمر آئے گی تو پڑھ لینا یا اسی طرح جب بیٹی حجاب لینا چاہتی ہے تو والدین منع کریں کہ یہ تم نے کیا اپنا حلیہ بنا لیا ہے؟ زمانے کے ساتھ چلو زمانہ میں جو فیشن چل رہا ہے اسی کے مطابق اپنا لباس پہن لو چاہے وہ لباس کتنا ہی نازک کیوں نہ ہو۔ اسی طرح کے اور بھی بہت سارے کام جن کو اسلام نے انجام دینے کا حکم دیا ہو اور والدین ان کو انجام دینے سے منع کریں تو اولاد کے لیے فرض ہے کہ ان کے اس حکم کو نہ ماننے اور انہیں سمجھائیں۔

وفات کے بعد والدین کے حقوق:

اسلام میں والدین کی خدمت صرف دنیاوی زندگی تک محدود نہیں ہے بلکہ ان کے دنیا سے جانے کے بعد بھی ان کو یاد کرنا اور انکے لیے دعا کرنا اولاد کی ذمہ داری بنتی ہے اور اس سلسلے میں قرآن رہنمائی کی ہے۔

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾ (48)

پروردگار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہو گا۔

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (49)

میرے رب، مجھے اور میرے والدین کو ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے۔

اسی طرح اولاد کے نیک اور اچھے کام بھی والدین کے مغفرت کا ذریعہ بن جاتے ہیں اس لیے اولاد کو چاہیے کہ وہ نیک کاموں کو انجام دیں تاکہ اس سے ایک طرف انکی اپنی زندگی سنور جائے گی تو دوسری طرف سے ان کے والدین کے لیے باعث مغفرت ہو گی، نیک اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کے اعمال کے فائدے ان کو ملتے رہیں گے، اسی طرح مرنے کے بعد والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک بھی والدین کے حقوق میں سے ہیں۔

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَبَرُّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ أَبِيهِ "(50)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

والدین کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کا اپنے اولاد سے رشتہ ختم نہیں ہو جاتا ہے۔اگرچہ انسان دنیا کے بھول بھلیوں میں گم ضرور ہو جاتا ہے ورنہ تو انسان کے پاس جب نعمت نہیں ہوتی ہے تو پھر اس کی قدر جانتا ہے۔والدین بھی اولاد کے لیے نعمت عظیم ہیں آج انسان مادیت پرستی کا شکار ہو جانے کی وجہ سے والدین کا خیال ان کی زندگی میں نہیں رکھ سکتا ہے لیکن ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد پیشانی اس کا مقدر بن جاتی ہے کہ اس نے والدین کو کھو کر کتنا عظیم نقصان اٹھایا ہے۔اس طرح نہیں ہے کہ والدین صرف زندہ ہوں تو ان سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی معافی مانگی جاسکتی ہے بلکہ ان کے جانے کے بعد انکے لیے اچھے امور انجام دے کے بھی ان سے معافی مانگی جاسکتی ہیں۔والدین کی رضایت اسی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے کہ دنیا میں بھی ان کے حقوق پورے کیے جائیں اور انکے دنیا سے جانے کے بعد بھی انکے حقوق پورے کئے جائیں۔

نتیجہ بحث

المختصر یہ کہ اسلام نے بڑی تفصیل کے ساتھ والدین کے حقوق بیان کیے ہیں۔نہ صرف زندگی میں والدین کو اف تک نہ کہا جائے بلکہ ان کی زندگی کے بعد بھی ان کے لیے صدقہ جاریہ بننے کی تاکید کی ہے ایسی صورت میں اسلام میں گنجائش ہی پیدا نہیں ہوتی کہ والدین کو اولڈ ایجز ہوم کے حوالہ کر دیا جائے۔پس اولاد کی ذمہ داری ہے کہ والدین کی خدمت دل سے کرے ایسے ہی جیسے والدین نے اولاد کی کی ہے۔اور خدمت سے مراد یہ نہیں ہے کہ بوڑھے والدین کو گھر کے ایک حصے میں بند کر کے رکھا جائے ان کو نوکروں کے حوالے کیا جائے اور صرف ان کے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے۔بلکہ خدمت سے مراد یہ ہے کہ بچے والدین کو ٹائم دیں ان سے بات کریں۔ان کے مسائل کو سنے، گھر والوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت دیں۔اگر اسی طرح اولڈ ایج ہوم میں والدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ نہ کیا گیا تو وہ وقت دور نہیں جب والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیجنا ایک رسم بن جائے گی اور والدین صرف والدہ کے دن اور والد کے دن پہ یاد آیں گے یا عید بقرہ عید پہ یاد آیں گے۔اسطرح آج ہم اپنے والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیج دیں گے تو کل ہماری اولاد ہمیں اولڈ ایج ہوم کے سپرد کر دیں گے۔کیونکہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

گزارشات

ابھی بھی وقت ہے کہ ریاست اور علماء اپنے فرائض کو پورا کرلیں۔ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو اس بات کا پابند بنا لیں کہ وہ اپنے والدین کی ذمہ داری لے لیں اور جن والدین کے بچے ہیں انھیں اس بات کی اجازت نہ دیں کہ وہ اپنے والدین کو اولڈ ایج ہوم کے سپرد کریں۔اگر بچوں کو معاشی مسائل کا سامنا ہو تو ان کو والدین کی خدمت کے لیے وظیفے دے دیں۔ان کے علاج معالجے کے اخراجات ریاست کے ذمہ ہونے چاہیے۔اگر کسی بزرگ کی اولاد نہ ہو تو ان کے ایسے رشتہ

داروں کو جو ان کے وراثت میں سے حصہ پاتے ہیں کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ ان کا خیال رکھیں اور اگر ایسے بزرگ جن کے قریب اور دور کے رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے بزرگوں کے لیے ایسے ادارے بنائیں جہاں ان کا خیال رکھا جاسکے۔

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے وسائل کی فراہمی کو ممکن بنا دے جن کے ذریعے علماء اسلام کی روشن تعلیمات کو جو زندگی کے ہر شعبے پر محیط لوگوں کو آگاہ کریں اور علماء کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو صرف زبان کے ذریعے سے نہ پھیلائے بلکہ اپنے عمل کے ذریعے سے لوگوں کو دعوت دیں۔ مثلاً اگر لوگوں کو حقوق العباد کے بارے میں بتا رہے ہوں تو سب سے پہلے خود حقوق العباد کی رعایت کریں۔ پہلے خود اپنے بھائی کا اور بہن کا حق ادا کریں پھر لوگوں کو انکے حقوق سے آگاہ کریں۔ پہلے خود والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، پہلے خود نرمی سے والدین سے بات کریں پھر لوگوں کو بتادیں۔ معاشرے کے اخلاقی بیماریوں کو ختم کرنے کے لیے پہلے خود ان سے دور رہیں جیسے پہلے خود اپنے لیے جہیز کا مطالبہ نہ کریں اگر لڑکی کے والدین جہیز دینا چاہیں تو خود منع کردیں پھر لوگوں کو بتادیں کہ جہیز معاشرے کے لیے ایک لعنت ہے اور ایک ناسور ہے۔ اپنے بہنوں کو پہلے خود وراثت میں حصہ دیں پھر لوگوں کو اس کے بارے میں بتادیں ۔اسی صورت میں ایک بہتر اور اسلامی معاشرے کی تشکیل دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ عمل سے دعوت کا اثر دیرپا اور موثر ہوتا ہے۔ اور اسلام بھی اسی کا حکم دیتا ہے اور عمل سے بغیر دعوت دینے والوں کی مذمت کرتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] Davies, Megan J. *Into the House of Old*. Montreal, Kingston, London: McGill-Queen's University Press, 2003, p. 54.

[2] Jurkowski, Elaine T. *Implementing Culture Change in Long-Term Care*. Springer Publishing, 2013, p. 32.

[3] Angew, D. Hayes, Stille, Alfred, Bush, Lewis P., Mills, Charles K., and Curtin, Roland G. *History and Reminiscences of the Philadelphia Almshouse and Philadelphia Hospital*. Vol. L, 1890. Harvard College Library.

[4] Haber, Carole. *Beyond Sixty-Five: The Dilemma of Old Age in America's Past*. p. 92.

[5] Haber, Carole. *Beyond Sixty-Five: The Dilemma of Old Age in America's Past*. p. 95.

6Moore, Stephen. *Sociology Alive*. Nelson Thomes Ltd., United Kingdom, 2001, p. 160.

7- مبارک علی ڈاکٹر، **نجی زندگی کی تاریخ**، فکشن ہاؤس، ۱۹۹۶، ص: ۱۳۱

[8] Moore, Stephen. *Sociology Alive*. Nelson Thomes Ltd., 2001, p. 160

[9] Haber, Carole. *Beyond Sixty-Five: The Dilemma of Old Age in America's Past*. p. 92.

10- سورہ اسراء:۱۷/۲۴،۲۳

11- ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، 1999)، 2/34.

12- سورۃ النساء:۴/۳۶

13- سورۃ البقرہ:۲/۸۳

14- سورۃ الانعام:۶/۱۵۱

15- سید قطب، **فی ظلال القرآن** (قاہرہ: دار الشروق، 1996)، 317.

16- سورہ الاسراء، ۲۳/۱۷

17- اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن (لاہور: مکتبہ القاسمیہ، 1963)، 79.

18- ایضاً، ص:۱/۸۲۸

19- تفسیر جلالین، جلال الدین محمد بن احمد المحلی وجلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، دار الناشر قاہرہ، الطبعۃ اولیٰ، ج۱، ص۳۶۸

20- محمد بن یعقوب الکلینی علامہ، اصول کافی، باب:۱۳۲۹لعقوق، دار التعارف للمطبوعات بیروت لبنان، ۱۹۹۰، ص:۲/۳۳۵

21- ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، بَابُ فَضْلِ الصَّلاَةِ لِوَقْتِهَا، حدیث:۵۲۷، المطبعۃ السلفیہ ومکتبہ قاہرہ، ۱۴۰۰ھ ص:۱/۱۸۴

22- ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، سنن ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الفَضْلِ فِي رِضَا الوَالِدَيْنِ، حدیث،۱۸۹۹، دار الغرب الإسلامي بیروت، ۱۹۹۸م ص:۳/۳۷۴

23- سنن ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي بِرِّ الخَالَةِ، حدیث۱۹۰۴، ص:۳/۳۷۸

24- باقر مجلسی شیخ، بحار الانوار، باب بر الوالدین والاولاد، دار الاحیاء التراث العربی، ص:۱۷/۸۲

25- باقر مجلسی شیخ، بحار الانوار، ص:۷۴/۸۵

26- سورۃ الصافات:۳۷/۱۰۲

27- القیشری، ابو الحسن، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ، حدیث:۲۵۴۹، ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱م، دار إحياء التراث العربي بیروت، ص:۴/۱۹۷۵

28- باقر مجلسی شیخ، بحار الانوار، ص:۷۴/۱۷۵

29- البخاری، صحیح بخاری، بَابُ صِلَةِ الوَالِدِ المُشْرِكِ، حدیث:۵۹۷۸، ص:۴/۸۸

30- البخاری، صحیح بخاری، بَابٌ: لاَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ حدیث:۵۹۷۳، ص:۸۶/۴

31- الترمذی، سنن ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الوَالِدَيْنِ، حدیث:۱۹۰۱، ص:۲/۴۱۲

32- البخاری، صحیح بخاری، بَابُ اليَمِينِ الغَمُوسِ حدیث:۶۶۷۵، ص:۴/۲۲۴

33- الترمذی، سنن ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الفَضْلِ فِي رِضَا الوَالِدَيْنِ، حدیث۱۹۰۰، ص:۴/۴۱۰

34- الکلینی، اصول کافی، ص:۴/۳۰۹

35- باقر مجلسی شیخ، بحار الانوار، ص:۸۴/۳۴

36- سورۃ لقمان:۱۴/۳۱

37- الزمخشري ،تفسیر زمخشری، دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة: الثالثة ۰ ۵، ج۳، ص۴۹۴ اور القرطبي ،تفسیر قرطبی، دار الكتب المصرية القاهرة ، الطبعة: الثانية، ۵م، ج۱۴، ص۶۴

38- سورۃ مریم:۱۴/۱۹

39- القیشری، صحیح مسلم،بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ،حدیث:۲۵۴۹،ص:۱۹۷۵/۴

40- القیشری، صحیح مسلم،بَابُ رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا عِنْدَ الْكِبَرِ، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ،حدیث،۲۵۵۱،ص:۱۹۷۸

41 ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه ، بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ، حديث: ۲۲۹۲ دار إحياء الكتب العربية، ص:۷۶۹/۲

42- سنن ابن ماجہ،بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ،حدیث:۲۲۹۱ص:۷۶۹/۲

43- باقر مجلسی شیخ، بحار الانوار، ص:۲۶/۷۴

44- سورۃ لقمان:۱۴/۳۱

45- سورۃ احقاف:۱۵/۴۶

46- البخاری، صحیح بخاری،بَابٌ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ،حدیث،۵۹۷۱،ص:۸۶/۱

47- سورۃ العنکبوت:۸/۲۹

48- سورۃ ابراہیم:۴۱/۱۴

49- سورۃ نوح:۲۸/۷۱

50- القیشری، صحیح مسلم،بَابُ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ، وَنَحْوِهِمَا،حدیث،۲۵۵۲،ص:۱۹۷۹/۴